پکاری زینب مضطر میرے حسین آؤ

کہاں ہو میرے برادر میرے حسین آؤ

نہ دوپہر میں کہیں آئی ہے قضا ایسی

نہ آئی شام کوئی شامِ کربلا جیسی

لٹا نہ ایسا بھرا گھر میرے حسین آؤ

بکھر گئے سرِ میداں قرآن کے پارے

بہن کے سامنے بھائی جو تم گئے مارے

اب آئے صبر تو کیوں کر میرے حسین آؤ

میں جانتی ہوں کٹھن ہے میرا سفر بھائی

وہ شام و کوفہ کی گلیاں ہیں رہ گذر بھائی

نہ ہوگا مقنع نہ چادر میرے حسین آؤ

پرائے دیس میں زینب تو ہو گئی تنہا

نہ سر پہ بھائی کا سایہ نہ ساتھ بچوں کا

کہاں گئے میرے دلبر میرے حسین آؤ

یہی امید کہ خیمے میں پانی پہنچادوں

بچا لوں مشک مگر بازو دونو کٹوادوں

نہ دیکھا ایسا دلاور میرے حسین آؤ

جوان بیٹا پکارے ضعیف بابا کو

لگی ہے سینے میں برچھی اے بابا جاں آؤ

ہے دم کا مہماں یہ اکبر میرے حسین آؤ

اٹھا کے ہاتھوں پہ شبیر نے دکھایا ہے

طلب پہ آب کے بدلے میں تیر کھایا ہے

نہ آیا لوٹ کے اصغر میرے حسین آؤ

گذرتا ہے غم شبیر میں ہی ہر اک دن
ہو غم کی رات یا کوئی خوشی کا آئے دن

یہ سیف دین کے لب پر میرے حسین آؤ

نہیں ہے کوئی دعا اور اس دعا کے بعد
یہ سیف دین رہیں شاد اور سدا آباد

ہمیشہ شہ کی مدد پر میرے حسین آؤ